65494 ـ كريڈٹ كارڈ كے ذريعہ ادائيگى كر كے حج اور عمرہ ادا كرنے كا حكم

سوال

ان آخري ايام ميں حج اور عمرہ كے گروپ منظم كرنے والى سياحتى كمپنيوں كى جانب سے بہت سارے اعلانات سامنے آرہے ہيں، جن ميں حج اور عمرہ ادا كرنے والوں كى سہولت اور ان كى زيادہ سے زيادہ تعداد كو اپنى جانب لانے كے ليے ٹور كے خرچہ كى قسطوں ميں ادائيگى كا اعلان بھى شامل ہے، يہ اعلان بہت سارے ممالك كے اقتصادى حالات ميں كساد اور ان ممالك كے شہريوں كى مالى حالت ميں كمى كو ديكھتے ہوئے كيا گيا ہے، اور بعض كمپنيوں نے تو يہ اعلان بھى كر ركھا ہے كہ: قسطيں كريڈٹ كارڈ كے ذريعہ بھى قبول كى جاسكتى ہيں .
سوال يہ ہے كہ:
اس طريقہ سے ادا كيا جانے والے حج اور عمرہ كا شرعى حكم كيا ہے؟ اور كيا اس حالت ميں حج اور عمرہ صحيح ہو گا؟ ـ خاص كر بعض فقہاء نے ٹور كے اخراجات بہت زيادہ ہو جانے كى بنا پر حج كے ليے مناسب قسطوں ميں ادا كرنے پر حاصل كردہ قرض كے ذريعہ مال لينا جائز قرار ديا ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد لله.

حج اركان اسلام ميں سے ايك ركن اور اس كى عظيم بينادوں ميں سے ايك بيناد ہے، جو كہ اللہ تعالى كى كتاب اور سنت نبويہ صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت شدہ فريضہ ہے، اور سب مسلمانوں كا اس پر اجماع ہے.

ارشاد بارى تعالى ہے:

اللہ تعالى نے ان لوگوں پر جو اس كى استطاعت ركھتے ہوں اس گھر كا حج فرض كرديا ہے، اور جو كوئى كفر كرے تو اللہ تعالى اس سے بلكہ تمام دنيا سے بے پرواہ ہے آل عمران (97).

ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اسلام كى بيناد پانچ چيزوں پر ہے، اس بات كى گواہى دينا كہ اللہ تعالى كے علاوہ كوئى معبود برحق نہيں اور بلا شبہ محمد صلى اللہ عليہ وسلم اللہ تعالى كے رسول ہيں، اور نماز قائم كرنا، اور زكوۃ ادا كرنا، اور حج كرنا اور رمضان كے

روزے رکھنا" صحیح بخاری حدیث نمبر (8) صحیح مسلم حدیث نمبر (16).

اور حج صرف صاحب استطاعت پر فرض ہے جو استطاعت نہیں رکھتا اس پر حج فرض نہیں، اور استطاعت میں: حج ادا کرنے کے لیے سفر کی مالی اور بدنی استطاعت شامل ہے.

اور انسان کو حج کے لیے قرض حاصل کرنے کا مکلف نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی اس کے لیے ایسا کرنا مستحب ہے، اگر اس نے مخالفت کی اور قرض حاصل کر کے حج کر لیا تو ان شاء اللہ اس کا حج صحیح ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے سوال کیا گیا کہ:

بعض لوگ اپنی کمپنی سے حج کے لیے قرض حاصل کرتے ہیں جو قسطوں میں ان کی تنخواہ سے کاٹ لیا جاتا ہے، لہذا اس بارہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

میرے خیال میں اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے؛ اس لیے کہ جب اس کے ذمہ قرض ہے تو اس پر حج فرض ہی نہیں، تو پھر جب وہ حج کے لیے قرض حاصل کرے تو کیسے ہو گا؟ ! میری رائے یہ ہے کہ وہ حج کے لیے قرض حاصل نہ کرے؛ کیونکہ اس حالت میں اس پر حج واجب نہیں.

اس لیے اس کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالی کی دی گئی رخصت اور اس کی رحمت کی وسعت کو قبول کرے، اور اسے اپنے آپ کو ایسا قرض حاصل کرنے کی تکلیف نہیں کرنی چاہیے جس کے متعلق وہ جانتا ہی نہیں کہ اس کی ادائیگی کرسکے گا یا نہیں ؟ ہو سکتا ہے اسے موت آجائے اور قرض اس کے ذمہ ہی باقی رہے" انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (21 / 93).

اور اگر حج کے لیے سودی قرض حاصل کیا جائے تو یہ اکبر الکبائر میں شام ہوتا ہے، اور سود کی حرمت تو دلائل کے بغیر ہی مشہور و معروف ہے.

ارشار باری تعالی ہے:

اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو اور جو سود باقی بچا ہے اسے ترک کردو اگر تم مومن ہو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو

پھر اللہ تعالی اور اس كے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) كی جانب سے اعلان جنگ ہے، اور اگر تم توبہ كرلو تو تمہارے لیے تمہارے اصل مال ہیں، نہ تو تم ظلم كرو اور نہ ہی تم پر ظلم كیا جائے البقرۃ (278 - 279).

اور ایك مقام پر ارشاد ربانی ہے:

اور اللہ تعالی نے بیع حلال اور سود كو حرام كیا ہے، لہذا جس كے پاس اس كے رب كی جانب سے نصیحت آگئی اور وہ رك گیا اس كے لیے وہ ہے جو گزر چكا اور اس كا معاملہ اللہ كی طرف ہے، اور جو كوئی پھر دوبارہ (حرام كی طرف)لوٹا وہ جہنمی ہے ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے البقرۃ (274).

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما بیان كرتے ہیں كہ:

" رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود كھانے اور كھلانے والے پر لعنت فرمائی " صحیح مسلم حدیث نمبر (1597).

تو پھر ایك مسلمان شخص كیسے راضی ہو سكتا ہے كہ وہ حج كرنے كے لیے ایسے كبیرہ گناہ كا مرتكب ہو جس پر اللہ تعالی نے جنگ كا وعدہ كیا ہو حالانكہ اگر وہ صاحب استطاعت نہیں تو پھر اس پر حج فرض ہی نہیں.

اور سوال نمبر (20107) اور (11179) كے جوابات میں كریڈٹ كارڈ كے ذریعہ قرض كی حرمت بیان كی جا چكی ہی كہ یہ بھی سود كی ایك قسم ہے.

اور حج صحیح ہونے كے اعتبار سے تو حرام مال سے كردہ حج بھی صحیح ہے، لیكن وہ حج مبرور نہیں.

حتی كہ ایك امام كا كہنا ہے كہ:

اگر آپ نے اصلا حرام مال سے حج كیا تو آپ نے حج نہیں كیا لیكن جانور نے حج كرلیا.

اللہ تعالی تو ہر پاكیزہ اور اچھی چیز قبول فرماتا ہے، بیت اللہ كا حج كرنے والے ہر شخص كا حج مبرور نہیں ہوتا.

شعر میں العیر كا معنی وہ جانور ہے جس پر حاجی سوار ہوتا ہے یعنی گدھا.

آپ سوال نمبر (34517) كے جواب كا مطالعہ ضرور كریں.

امام نووى رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

جب كوئى شخص حرام مال كے ساتھ حج كرے يا كسى غصب كردہ جانور پر حج كرے تو ہمارے ہاں اس كا حج صحيح ہے اور ادا ہو جائے گا، اور وہ گنہگار ہوگا.

امام ابو حنيفہ اور امام مالك، اور عبدرى رحمہم اللہ تعالى نے بھى يہى كہا ہے، اور اكثر فقہاء كرام كا قول بھى يہى ہے.

ديكھيں: المجوع (7 / 40).

مستقل فتوى كميٹى كے علماء سے مندرجہ ذيل سوال كيا گيا:

حرام مال سے كيا جانے والے حج كا حكم كيا ہے؟ ـ يعنى نشہ كى اشياء فروخت كرنے كے فوائد كے ساتھ ـ ايسا كام كرنے كے بعد وہ اپنے والدين كے ليے حج كى ٹكٹيں بھيجتے اور حج كرتے ہيں، حالانكہ ان ميں سے بعض كو يہ علم ہوتا ہے كہ يہ مال نشہ آور اشياء فروخت كر كے جمع كيا گيا ہے، تو كيا يہ حج مقبول ہے كہ نہيں؟

كميٹى كے علماء كا جواب تھا:

حرام مال سے حج كرنا اس كے صحيح ہونے ميں مانع نہيں، ليكن حرام كمائى كا گناہ ہو گا، اور حج كے اجروثواب ميں بھى نقص اور كمى ہو گى ليكن حج باطل نہيں ہوتا.

ديكھيں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (11 / 43).

اور اس باب ميں ايك حديث مشہور ہے ليكن وہ ضعيف ہے:

عمر رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جس نے حرام مال سے حج كيا اور لبيك اللہم لبيك (حاظر ہوں ميں اے اللہ ميں حاظر ہو) كہا، تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: نہ تو تيرى لبيك ہے اور نہ ہى سعديك اور تيرا حج تجھ پر لوٹا ديا گيا ہے"

ابن جوزى رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہیں. دیکھیں: العلل المتناھیة (2 / 566).

تو یہ اولی اور بہتر ہے.

واللہ اعلم .